ساعتِ سیّار

منیر نیازی

kitaabiyat.blogspot.com

ترتیب

kitaabiyat.blogspot.com

---

kitaabiyat.blogspot.com

والدہ مرحومہ بی بی رشیدہ بیگم کے نام

کہ بعد قارئین کو مجھ سے کوئی شکایت پیدا ہو گی
تو غالباً یہی کہ یہ کتاب اس قدر مختصر کیوں ہے

منیر نیازی
۸۲

سلام

خوابِ جمالِ عشق کی تعبیر ہے حسینؑ
شامِ ملالِ عشق کی تصویر ہے حسینؑ

حیراں وہ بے یقینیٔ اہلِ جہاں سے ہے
دنیا کی بیوفائی سے دلگیر ہے حسینؑ

یہ زیست ایک دشت ہے لاحد و بے کنار
اس دشتِ غم پہ ابر کی تاثیر ہے حسینؑ

روشن ہے اس کے دم سے الم خانۂ جہاں
نورِ خدائے عصر کی تنویر ہے حسینؑ

ہے اس کا ذکر شہر کی مجلس میں رہنما
اجڑے نگر میں حسرتِ تعمیر ہے حسینؑ

والدہ مرحومہ کی یاد میں

وسیع میدانوں میں
جہاں سے کوئی نہیں گزرتا
وہ وہاں موجود ہے۔

میں جن راستوں پر
کسی خوف سے نہیں جا سکتا
وہ وہاں موجود ہے

میں نے جن مکانوں میں
زندگی کے اچھے یا بُرے دن کاٹے ہیں
وہ وہاں موجود ہے

غیب میں جو باغات ہیں
ابرِ رحمت جن پر پھوار کی طرح برستا ہے
وہ وہاں موجود ہے۔

kitaabiyat.blogspot.com

والدِ مرحوم کی یاد میں

کل میں تنہائی سے ڈر کر
اس کو ڈھونڈنے نکلا ،

لاہور ٹاؤن شپ پر نظم

جس شہر میں رہا میں برسوں کی زندگی میں
کاٹی حیات جس میں شرمندہ خامشی میں
اس شہر کی حدوں پر میں گھر بنا رہا ہوں
ماہِ منیر جس پر شب گیر ہو رہا ہے
اک شہر ساتھ میرے تعمیر ہو رہا ہے
میرے مکاں سے آگے میداں کہیں کہیں پر
آبادیاں کہیں پہ ، خالی زمیں کہیں پر
ایک بُڑھ کا پیڑ جو اب کچھ پیر ہو رہا ہے
جگمگ دکاں سے چلتے سنساں راستے پر
اک لالٹین والے تنور کے سرے پر
اک مرد اور عورت اک سوچ میں کھڑے ہیں
وحشی غزال جیسے زنجیر ہو رہا ہے

kitaabiyat.blogspot.com

خواب میری پناہ ہیں

بس مرا چلتا نہیں جب سختیٔ ایام پر
فتح پا سکتا نہیں جب یورشِ آلام پر
اپنے ان کے درمیاں دیوار چن دیتا ہوں میں
اس جہانِ ظلم پر اک خواب بُن دیتا ہوں میں

آج میں کل کا دخل

کھیل دھوپ چھاؤں کا
بادلوں ہواؤں کا
صحنِ صبحِ نَو میں ہے
وہ قدیم راستے
شہر وہ خیال کے
حُسن جن کا دُور سے
تھا سفر میں یار سا
اُن کی اک جھلک بھی ہے
سامنے کی دید میں
اِس نویدِ عید میں
آج کے قرار میں
آنے والے دَور کے
خوشنما غبار میں
اُن کی اک جھلک بھی ہے
چاہتوں کے سال میں
عجلۂ وصال سی
آج کی بہار میں

kitaabiyat.blogspot.com

اس کے باہر صرف ڈر ہے رات کے ہنگام کا

اک دھندلکا صبح کا ہے اک دھندلکا شام کا
اور ان کے درمیاں دن کارِ بے آرام کا
سانس لینے ہی نہیں دیتا یہ دفتر کام کا
کچھ ذرا فرصت ملے تو یاد آتے یار بھی
اس کی صحبت میں جو تھی وہ ساعتِ سیّار بھی
دو حدوں پر ہے جو قائم وہ درِ دلدار بھی
میری ہستی میں بھی آتے ایک دن آرام کا
ایک دھندلی صبح کا اور ایک دھندلی شام کا

نئی تعمیر میں ایک جدائی کی کیفیت

خالی ہاتھ، چق اور چق کے پیچھے
طلسماتِ درِ خوباں نہیں ہیں
وہ رشتے اب نہیں باقی مکاں میں
نئی تعمیر میں گلیاں نہیں ہیں

kitaabiyat.blogspot.com

اے سرِ آرائے اورنگِ حسن

اِک بے رُخی سی ربطِ محبت میں ہے کہیں
اِک شک کا روگ شوق کی جنت میں ہے کہیں

کیا بات اُس کے دل میں ہے کہتا نہیں کوئی
اُلجھن ہے کس طرح کی بتاتا نہیں کوئی

بس چُپ سی لگ گئی ہے جوانانِ شہر کو
کچھ ہو گیا ہے رُوحِ خیابانِ شہر کو

ہر اہلِ دل کو جان سے بیزار کر دیا
تو نے تو یارِ شہر کو بیمار کر دیا

کوئی زمانہ ہو

کوئی زمانہ ہو کوئی شہر ہو
میں اسی طرح ان سے گزرتا رہتا ہوں
اِسی رفتار سے
مضافات کے کچے راستے ہوتے ہیں
اور شام پڑنے کے قریب کا وقت
مجھے کہیں جانا ہے
بس یہی دھیان مجھے رہتا ہے
میرے دور دور تک آشیاں کی طرف لوٹتا پرندہ
کوئی اور راہرو نہیں ہوتا
کوئی زمانہ ہو کوئی شہر ہو

kitaabiyat.blogspot.com

موسم نے ہم کو منظر کی طرح پریشان کر دیا ہے

کہیں پر ایک آبادی کا ٹکڑا ہے
اور کہیں پر سبز قطعہ اراضی
خالی زمین کا ایک وسیع رقبہ ہے
جس پر رات کی بوندا باندی کے نشان ہیں
اس رقبے پر دو حاملہ عورتیں چلی جا رہی ہیں
ایک خاموش خاموش ہے ایک شوخ اور ہنس مکھ
ایک آدمی اُن سے کچھ فاصلے پر اُن کے پیچھے پیچھے چل رہا ہے
ایک طرف درختوں کے جھنڈ ہیں
ایک خانقاہ کے آثار ہیں
دوسری طرف سرسوں کے کھیت کی پیلاہٹ کی مہک

موسم ہے رنگیلا، گیلا اور ہوادار

موسم ہے رنگیلا، گیلا اور ہوادار
گلشن ہے بھڑکیلا، نیلا اور خوشبودار
عورت ہے شرمیلی، پیلی اور طرحدار
اس کی آنکھیں ہیں چمکیلی، کٹیلی اور مزیدار

kitaabiyat.blogspot.com

ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں

ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں ہر کام کرنے میں
ضروری بات کہنی ہو کوئی وعدہ نبھانا ہو
اسے آواز دینی ہو اسے واپس بلانا ہو

ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں
مدد کرنی ہو اس کی ، یار کی ڈھارس بندھانا ہو
بہت دیرینہ رستوں پر کسی سے ملنے جانا ہو

ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں
بدلتے موسموں کی سیر میں دل کو لگانا ہو
کسی کو یاد رکھنا ہو کسی کو بھول جانا ہو

ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں
کسی کو موت سے پہلے کسی غم سے بچانا ہو
حقیقت اور تھی کچھ اس کو جا کے یہ بتانا ہو
ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں ہر کام کرنے میں

میں بھی کسی خیال سے کچھ رُک گیا وہاں

دیکھی ہوئی جگہ تھی کسی گزرے دور کی
میری صدا کے ساتھ صدا ایک اور تھی
آغازِ عہدِ سرد کے پت جھڑ کی شام تھی
بس اتنی بات یاد رہی اس مقام کی

kitaabiyat.blogspot.com

یہ گزرتے دن ہمارے

نرم بوندوں میں مسلسل بارشوں کے سامنے
آسماں کے نیل میں اکو مل سہروں کے سامنے
یہ گزرتے دن ہمارے پنچھیوں کے روپ میں
تنگ شاخوں میں کبھی خوابیدگی کی دھوپ میں
ہیں کبھی اوجھل کبھی سُکھ کی حدوں کے سامنے
چہچہاتے، گیت گاتے بادلوں کے شہر میں
کوئے جاناں کی ہوا میں گل رخوں کے شہر میں
اِک جمالِ بے سکوں کی حسرتوں کے سامنے
سبز میداں میں، بنوں میں، کوہساروں میں کبھی
زرد پتوں میں کبھی، اجلی بہاروں میں کبھی
قیدِ غم میں یا کھُلی آزادیوں کے سامنے

گیت

نہیں ہے رُت یہ ملنے کی وہ موسم اور ہی ہوگا
ترے آنے کی گھڑیوں کا وہ عالم اور ہی ہوگا

کوئی مدھم مہک آکر گلے کا ہار بنتی ہے
اداسی ہجر کی جیسے وصالِ یار بنتی ہے
ترے پھولوں سے ہونٹوں پہ تبسم اور ہی ہوگا

جہاں جس میں رفاقت کی خوشی محسوس ہوتی ہے
محبت - جس میں ہر شے دائمی محسوس ہوتی ہے
ہمارے حال کے رازوں کا محرم اور ہی ہوگا

دن کی دوڑ دھوپ کے بعد

آرامِ بزمِ شام کی گنجائشیں بھی ہیں
کارِ جہاں کے بعد کی آسائشیں بھی ہیں
ہیں رونقیں بھی محفلِ یارانِ شہر میں
قصرِ بتاں میں حُسن کی آرائشیں بھی ہیں

جس کے آگے حد کھڑی ہے راستہ مسدود ہے
اِس بلا کے شہر میں وہ شہر بھی موجود ہے
جس کی حسرت میں بتادی عمر ساری اے منیرؔ
منتظر شاہد کا نقشِ تازہ مشہود ہے

kitaabiyat.blogspot.com

بلاتی ہے جو پاس اپنے کچھ ایسی تھی ادا تم میں
تمہارے ہی اشارے سے ہوئے ہم مبتلا تم میں
بہت کچھ یاد آیا تھا تمہاری مسکراہٹ سے
وہ رُت تھی چڑھتے سالوں کی کشش تھی بے بہا تم میں

اِک دن رہیں بسنت میں

اِک دن رہیں بسنت میں
اِک دن جئیں بہار میں
اِک دن پھریں بے انت میں
اِک دن چلیں خمار میں
دو دن رُکیں گرہست میں
اِک دن کسی دیار میں

kitaabiyat.blogspot.com

چاہی تھی جیسی میں نے انہی الجھنوں کی ہے
جس زندگی میں ہوں وہ مری خواہشوں کی ہے
ہوں اس میں قید، جبرِ پرستش میں اے منیرؔ
درگاہ سی جو وہم سے پیدا بتوں کی ہے

بوجھ بے معنی سوالوں کے اٹھا رکھے ہیں
ہم نے سو فکرِ دل و جاں کو لگا رکھے ہیں
شہر جو ہوش کی تصویر بنے رہتے ہیں
وحشتِ فکر نے دیوانے بنا رکھے ہیں

اداسی کو بیاں کیسے کروں میں
خموشی کو زباں کیسے کروں میں

بدلنا چاہتا ہوں اس زمیں کو
یہ کارِ آسماں کیسے کروں میں

عبوری دَور کا سٹیج

اس کا نقشہ ایک بے ترتیب افسانے کا تھا
یہ تماشا تھا یا کوئی خواب دیوانے کا تھا
سارے کرداروں میں بے رشتہ تعلق تھا کوئی
ان کی بے ہوشی میں خدشہ ہوش آ جانے کا تھا

kitaabiyat.blogspot.com

غزلیں

غزل

ہے میرے گرد کثرتِ شہرِ جفا پرست
تنہا ہوں اس لیے ہوں میں اتنا انا پرست

صحنِ بہارِ گل میں کفِ گل فروش ہے
شامِ وصالِ یار میں دستِ حنا پرست

تھا ابتدائے شوق میں آرامِ جاں بہت
پر ہم تھے اپنی دھن میں بہت انتہا پرست

بامِ بلندِ یار پہ خاموشیاں سی ہیں
اس وقت وہ کہاں ہے وہ یارِ ہوا پرست

گمراہیوں کا شکوہ نہ کر اب تو اے منیر
تو ہی تھا سب سے بڑھ کے یہاں رہنما پرست

kitaabiyat.blogspot.com

غزل

زور پیدا جسم و جاں کی ناتوانی سے ہُوا
شور شہروں میں مسلسل بے زبانی سے ہُوا

دیر تک کی زندگی کی خواہش اس بت کو ہیں
شوق اس کو انتہا کا عمرِ فانی سے ہُوا

میں ہوا ناکام اپنی بے یقینی کے سبب
جو ہُوا سب میرے دل کی بدگمانی سے ہُوا

ہے نشاں میرا بھی شاید شش جہاتِ دہر میں
یہ گماں مجھ کو خود اپنی بے نشانی سے ہُوا

تھا منیرؔ آغاز ہی سے راستہ اپنا غلط
اس کا اندازہ سفر کی رائگانی سے ہُوا

غزل

جتنے دن اُس بت کو اپنا غم سنانے میں لگے
سال کتنے اِن دلوں کے آنے جانے میں لگے

راستے ہی راستے تھے آخرِ منزل تلک
رنج کتنے اک خوشی کا خواب آنے میں لگے

یاد آئی صبح کوئی ابتدائے عمر کی
وہ گلِ تازہ کی صورت مسکرانے میں لگے

ہے بسنت آنے کو اڑتی پھر رہی ہیں باغ میں
تتلیوں کو رنگ کیسے اِس زمانے میں لگے

کس محبت سے ہُوا تعمیر مُدت میں منیرؔ
چند لمحے جس نگر کی خاک اُڑانے میں لگے

kitaabiyat.blogspot.com

غزل

اتنے خاموش بھی رہا نہ کرو
غمِ جدائی میں یوں کیا نہ کرو

خواب ہوتے ہیں دیکھنے کے لیے
اُن میں جا کر مگر رہا نہ کرو

کچھ نہ ہوگا گلہ بھی کرنے سے
ظالموں سے گلہ کیا نہ کرو

اُن سے نکلیں حکایتیں شاید
حرف لکھ کر مٹا دیا نہ کرو

اپنے رتبے کا کچھ لحاظ مُنیر
یار سب کو بنا لیا نہ کرو

غزل

خیال یکتا میں خواب اتنے
سوال تنہا جواب اتنے

کبھی نہ خوبی کا دھیان آیا،
ہوئے جہاں میں خراب اتنے

حساب دینا پڑا ہمیں بھی
کہ ہم جو تھے بے حساب اتنے

ہیں اک نظر میں ہزار باتیں،
پھر اس سے آگے حجاب اتنے

مہک اٹھے رنگِ سُرخ جیسے
کھلے چمن میں گلاب اتنے

مُنیر آئے کہاں سے دل میں
نئے نئے اضطراب اتنے

kitaabiyat.blogspot.com

غزل

کسی خوشی کے سراغ جیسا
وہ رُخ ہے ہستی کے باغ جیسا

بہت سے پردوں میں نور جیسے
حجابِ شب میں چراغ جیسا

خیال جاتے ہوئے دلوں کا
ہے گُم حقیقت کے داغ جیسا

اثر ہے اس کی نظر کا مجھ پر
شرابِ گل کے ایاغ جیسا

منیرؔ تنگی میں خواب آیا
کھلی زمیں کے فراغ جیسا

غزل

کھل گئے ہیں بہار کے رستے
ایک دلکش دیار کے رستے

ہم بھی پہنچے کسی حقیقت تک
اک مسلسل خمار کے رستے

منزلِ عشق کی حدوں پر ہیں
دائمی انتظار کے رستے

اس کے ہونے سے یہ سفر بھی ہے
سارے رستے ہیں یار کے رستے

جانے کس شہر کو منیرؔ گئے
اپنی بستی کے پار کے رستے

kitaabiyat.blogspot.com

غزل

افق کو افق سے ملا دینے والے
یہ رستے ہیں کتنے تھکا دینے والے

یہ دن ہیں سنتے اپنی خاصیتوں میں
کئی نام دل سے بھلا دینے والے

بتا دینا عمریں اسے کھوجنے میں
جو مل جائے اس کو گنوا دینے والے

پھر اپنے کیے پر پشیمان رہنا
یہ ہم ہی ہیں خود کو سزا دینے والے

منیر اس زمانے میں رہبر بہت ہیں
حقیقت کو الجھن بنا دینے والے

غزل

سفر میں ہیں مسلسل ہم کہیں آباد بھی ہونگے
ہوئے ناشاد جو اتنے تو ہم دل شاد بھی ہونگے

زمانے کو بُرا کہتے نہیں ہم ہی زمانہ ہیں
کہ ہم جو صید لگتے ہیں ہمیں صیاد بھی ہونگے

بھلا بیٹھے ہیں وہ ہر بات اس گزرے زمانے کی
مگر قصے کچھ اس موسم کے ان کو یاد بھی ہونگے

ہر اک شے ضد سے قائم ہے جہانِ خوابِ ہستی میں
جہاں پر دشت ہے آثارِ ابر و باد بھی ہوں گے

منیر افکار تیرے جو یہاں برباد پھرتے ہیں
کسی آتے سمے کے شہر کی بنیاد بھی ہونگے

kitaabiyat.blogspot.com

غزل

خلشِ ہجرِ دائمی نہ گئی
تیرے رُخ سے یہ بے رخی نہ گئی

پُوچھتے ہیں کہ کیا ہُوا دِل کو
حُسن والوں کی سادگی نہ گئی

سر سے سودا گیا محبت کا
دل سے پر اس کی بے کلی نہ گئی

اور سب کی حکایتیں کہہ دیں
بات اپنی کبھی کہی نہ گئی

ہم بھی گھر سے منیرؔ تب نکلے
بات اپنوں کی جب سہی نہ گئی

غزل

ابر دھولے نئے نئے، شمس و قمر نئے نئے
اہلِ نظر نئے نئے، اہلِ خبر نئے نئے

لگتی ہیں کچھ عجیب سی بدلی ہوئی یہ بستیاں
ان کی خوشی نئی نئی، ہجر کے ڈر نئے نئے

رازِ بہشت کی کشش جن سے ہے باغ ہست میں
پیدا ہوئے بہار میں ایسے شجر نئے نئے

سمتِ سیاہ جہل میں مدھم ہوئی سیاہیاں
چمکے ہیں اس کے وسط میں علم کے در نئے نئے

حیرت میں ہوں منیرؔ میں شہرِ خیال دیکھ کر
گلیوں میں گھر نئے نئے ان میں بشر نئے نئے

kitaabiyat.blogspot.com

غزل

لمحہ لمحہ دم بہ دم
بس فنا ہونے کا غم

ہے خوشی بھی اس جگہ
اے مری خوئے الم

کیا وہاں ہے بھی کوئی
اے رہِ ملکِ عدم

رونقِ اصنام سے
ختم ہوتے غم کے عَلَم

یہ حقیقت ہے منیر
خواب میں رہتے ہیں ہم

غزل

ہجرِ شب میں اک قرارِ غائبانہ چاہیے
غیب میں اک صورتِ ماہِ شبانہ چاہیے

سن رہے ہیں جس کے چرچے شہر کی خلقت سے ہم
جا کے اک دن اس حسیں کو دیکھ آنا چاہیے

اس طرح آغاز شاید اک حیاتِ نو کا ہو
پچھلی ساری زندگی کو بھول جانا چاہیے

وہ جہاں ہی دوسرا ہے وہ بتِ دیر آشنا
اس جہاں میں اس سے ملنے کو زمانہ چاہیے

کھینچتی رہتی ہے دائم اس کو باہر کی ہوا
اس کو تو گھر سے نکلنے کا بہانہ چاہیے

بستیاں نا متفق ہیں میری باتوں سے منیر
ان میں مجھ کو ایک حرفِ محرمانہ چاہیے

kitaabiyat.blogspot.com

غزل

ہے اُس گُل رنگ کا دیدار ہونا
کہ جیسے خواب سے بیدار ہونا

بتاتی ہے مہک دستِ حنا کی
کسی در کا پسِ دیوار ہونا

اسے رکھنا ہے صحراؤں میں حیراں
دلِ شاعر کا پُر اسرار ہونا

کمالِ شوق کا حاصل یہی ہے
ہمارا شہر سے بیزار ہونا

مذاق آغاز ہے ان ساعتوں کا
ہے آخر جن کا وصلِ یار ہونا

یہی ہونا تھا آخر دشتِ غم کو
ہمارے ہاتھ سے گلزار ہونا

محبت کا سبب ہے بے نیازی
کشش اس کی ہے بس دشوار ہونا

منیرؔ اچھا نہیں لگتا یہ تیرا
کسی کے ہجر میں بیمار ہونا

غزل

دل عجب مشکل میں ہے اب اصل رستے کی طرف
یاد پیچھے کھینچتی ہے آس آگے کی طرف

چھوڑ کر نکلے تھے جس کو دشتِ غربت کی طرف
دیکھنا شام و سحر اب گھر کے سائے کی طرف

ہے ابھی آغاز دن کا اس دیارِ قید میں
ہے ابھی سے دھیان سارا شب کے پہرے کی طرف

صبح کی روشن کرن گھر کے دریچے پر پڑی
ایک رُخ چمکا ہوا میں اس کے شیشے کی طرف

دوریوں سے پُر کشش ہیں منزلیں دونوں منیرؔ
ہیں رواں ہم خواب میں ناپید قریے کی طرف

kitaabiyat.blogspot.com

گیت

گیت گانا چاہتا ہوں حسنِ دلآرام کا
وصلِ گل کی صبح کا عہدِ وفا کی شام کا

میں نے جو دیکھے نہیں اُن منظروں کے درمیاں
ایک چہرہ ہے مثالِ نور زیرِ آسماں
منتظر جس کی ہے ہستی اُس رُخِ گلفام کا

اس کی آنکھوں کی چمک ہونٹوں کی رنگت میں کہیں
سحر ایسا ہے جو دنیا کی کسی شے میں نہیں
ہوش کی حد سے پرے کیفیتِ بے نام کا

گیت جو لاتا ہے کشتِ زندگی میں تازگی
جس کو سن کر دور ہوتی ہے اداسی رات کی
جو مداوا ہے جہاں میں سختیٔ ایام کا

پنجابی شاعری کے تراجم

kitaabiyat.blogspot.com

منظروں کی حمد

ہرے رنگ کی اونچی جھاڑی ہرے رنگ کا تھال ہے
اس پر جو اک پھول ہے اُن ہونٹوں جیسا لال ہے
کس درگاہ پہ چڑھے چڑھاوے رنگوں کی تجسیم کے
کون سے غیب پہ ٹوٹے یہ ظاہر زائر بہت قدیم کے

(اپنی پنجابی نظم کا ترجمہ)

اُس کے وصال کا موسم

بجلی چمکی بادلوں اندر لال بہاروں جیسی
دیواروں ، کوٹھوں ، شجروں کے اُوپر
جھیلوں کھڑے پانیوں کے اوپر
بوندا باندی ہوتی رہی

(اپنی پنجابی نظم کا ترجمہ)

kitaabiyat.blogspot.com

ایک سایہ دیر تک

وہ تنگی اب پھر نہیں آنی ابھی یقین نہیں آتا
کھُلی جگہ پر آکر بھی وہ ڈر دِل سے نہیں جاتا

(اپنی پنجابی نظم کا ترجمہ)

سبز دھرتی کی ہے یا ہے نیلے انبر کی ہوا
اس گھڑی آئی کہاں سے جلتے عنبر کی ہوا
گھر کے در کو بند رکھو دور تک میدان میں
خاک اڑاتی پھر رہی ہے پھر ستمبر کی ہوا

(اپنی پنجابی نظم کا ترجمہ)

kitaabiyat.blogspot.com

دھرتی ہی جب شور زدہ تھی
پیڑ ہرے کیوں ہوتے
سوچیں تھیں جب بہت پرانی
حرف نئے کیوں ہوتے

(اپنی پنجابی نظم کا ترجمہ)

سمندر بن کی طرف ادھورا سفر

شکل سے وہ دریا لگتا تھا
اصل میں ایک سمندر تھا

تن تنہا میں کشتی میں تھا
دل میں وہم خدائی کے
سو سو مگروں کے سائے تھے
سو سو رنگ خدائی کے

ایک بار تو میں بھی ڈر اٹھا
دیکھ کے زور روانی کا
آنکھ کی آخری منزلوں تک تھا

kitaabiyat.blogspot.com

خواب ایک بہتے پانی کا
دفعتاً جو ہوا نظارا
سندریوں کے جنگل کا

پانی کے اندر سے ابھرا
یا ہجوم جہانوں سے
ایک سماں کسی اور طرح کا
تنہا بہت زمانوں سے
دم لے کر کوئی اٹھا ہو جیسے
نیندوں کے استھانوں سے
مردہ شے جیسے زندہ ہو کر
نکلی بند مکانوں سے

اندر شرفی باہر سنہری
سندریوں کے شجروں کی
مخمل پتوں کی حدوں کے پیچھے
چھپے عشق خالی نگروں کی

باد چلی تو جنگل جھوما
اٹھی صدا اس راگوں کی
اس کے اندر چھپی تھی شوکر
بہت رنگ کے ناگوں کی

(اپنی پنجابی نظم کا ترجمہ)

kitaabiyat.blogspot.com

غزل

بے خیال ہستی کو کام میں لگا دیا
ہجر کی اداسی نے شام کو سجا دیا

عشق کے شجر اس جا آنسوؤں سے اُگے ہیں
حسن نے زمانے کو غم کا بن بنا دیا

بے یقین لوگوں میں سب بے یقین ہو جاتے
ہم کو خود پرستی نے شہر سے بچا دیا

دیر بعد آیا وہ اور اک زمانے میں
میں نے خواب مُدت کا جاگ کر گنوا دیا

شاعری منیر اپنی باغ ہے اجاڑ اندر
میں نے اک حقیقت کو وہم میں چھپا دیا

(اپنی پنجابی غزل کا ترجمہ)

غزل

ہے شکل تیری گلاب جیسی
نظر ہے تیری شراب جیسی

ہوا سحر کی ہے اِن دنوں میں
بدلتے موسم کے خواب جیسی

صدا ہے اک دوریوں میں اوجھل
مری صدا کے جواب جیسی

وہ دن تھا دوزخ کی آگ جیسا
وہ رات گہرے عذاب جیسی

یہ شہر لگتا ہے دشت جیسا
چمک ہے اس کی سراب جیسی

مُنیرؔ تیری غزل عجب ہے
کسی سفر کی کتاب جیسی

(اپنی پنجابی غزل کا ترجمہ)

kitaabiyat.blogspot.com

نئے رشتوں کی کھوج

کیا بن کر اب ملوں میں اُس سے عاشق ، یار یا بھائی

شاعری میں مَیں ایسا ڈوبا بھولا کل خُدائی

اب کیسے واپس آؤں اس فکر نے عقل بھلائی

ایک طرف میں تنہا تن اور ادھر ہے کُل خدائی

دونوں میں انجان کھڑی ہے بیس برس کی جُدائی

(اپنی پنجابی نظم کا ترجمہ)